شیعہ فرقے

نوعیتِ اختلاف

(۲)

محمد حنیف ندوی

۱۰۔ پانچواں گروہ خطابیہ کا "المفضلیہ" ہے۔ جسے غلو پسند طائفہ کا دسواں فرقہ کہنا چاہیے۔ انھیں 'المفضلیہ' اس بنا پر کہتے ہیں کہ ان کا سربراہ 'المفضل' نامی ایک شخص تھا جو صیرفی (روپے پیسے کی تجارت کرنے والا) تھا۔ یہ لوگ بھی الخطابیہ کے دوسرے فرقوں کی طرح جعفر کی ربوبیت کے قائل تھے۔ اور انھوں نے بھی اپنے لیے نبوت و رسالت کے دعووں کو خاص کر رکھا تھا۔ ان کا الخطابیہ کے دوسرے گروہوں سے صرف ابی الخطاب کے معاملہ میں اختلاف تھا۔ جعفر نے صراحتہً اس سے برأت کا اظہار کر دیا تھا۔

اس طرح وہ تمام افراد جنھوں نے امامت کو بنی ہاشم کے ہاں سے نکالا اور علی کے بارے میں نص کے قائل ہوئے، اور پھر خود زمام خلافت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا، چھ ہوتے ہیں — عبد اللہ بن حرب الکندی۔ بیان بن سمعان التمیمی۔ المغیرہ بن سعید۔ ابو منصور۔ الحسن بن ابی منصور اور ابو الخطاب الاسدی۔ اس کا یہ خیال تھا کہ وہ بنی ہاشم سے افضل ہے۔

ہمارے اس زمانہ میں بھی کچھ لوگ سلمان[۱] فارسی کی الوہیت کے قائل ہیں۔ اور صوفیہ میں ایسے

---

[۱] مشہور صحابی ہیں۔ متعدد لوگوں کی غلامی میں رہے اور بالآخر اسلام کے طوق غلامی کو اس اخلاص سے زیب گلو کیا کہ رشتہ و نسبت کے تمام تعلقات اس کے مقابلہ میں ہیچ نظر آنے لگے۔ چنانچہ تاریخ میں (باقی اگلے صفحہ پر)

عابد وزاہد بھی پائے جاتے ہیں جو حلول کو مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ بعض شخصوں میں حلول کیے ہوئے ہے۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی انسان یا درندے وغیرہ میں حلول فرمائے۔

اس عقیدہ کے لوگ جب کسی چیز کو دیکھ کر پسند کرتے ہیں تو کہہ اٹھتے ہیں کیا معلوم اللہ نے اس میں حلول کر رکھا ہو۔ یہ شریعت کو چنداں اہمیت نہیں دیتے۔ ان کا کہنا ہے کہ انسان کے لیے کوئی شئے بھی فرض نہیں حتیٰ کہ عبادت بھی ضروری نہیں بشرطیکہ یہ اپنے معبود کے وصال سے بہرہ مند ہو جائے۔

۱۱۔ غلو کرنے والوں کا گیارھواں فرقہ یہ سمجھتا ہے کہ روح القدس سے مراد اللہ کی ذات ہے۔ جس نے اولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حلول فرمایا۔ پھر علی میں، پھر حسن میں۔ پھر حسین میں۔ پھر علی بن حسین میں۔ پھر محمد بن علی میں۔ پھر جعفر بن محمد ابن علی میں۔ اور اسی طرح علی الترتیب موسیٰ بن جعفر۔ علی بن موسیٰ بن جعفر۔ محمد بن علی بن موسیٰ۔ علی بن محمد بن علی بن موسیٰ۔ حسن بن علی ابن محمد بن علی بن موسیٰ۔ اور محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی میں اللہ نے حلول کیا۔ یہ سب حضرات ان کے نزدیک خداؤں کا درجہ رکھتے ہیں۔ جن میں باری باری الوہیت (خدائی) منتقل ہوتی رہی۔ ان کے نقطۂ نظر سے اللہ جسموں میں داخل ہو سکتا ہے۔

۱۲۔ غلو کرنے والوں کی بارھویں قسم علی کو خدا قرار دیتی ہے۔ اور آنحضرتؐ کی تکذیب کرتی ہے بلکہ ان کے بارے میں گالی گلوچ سے بھی کام لیتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ علی نے تو انھیں اس

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ)

ان کو سلمان بن اسلام کے پرُفخار نام سے پکارا گیا ہے۔ ان کے علم و زہد کا دور دور تک چرچا تھا۔ صحابہ میں کعب بن عجرہ۔ انس اور ابن عباس وغیرہ نے ان سے روایت کی۔ ان کی عمر کے بارہ میں اچھی خاصی اختلاف طرازی ہوئی ہے۔ کوئی ڈھائی سو سال بتاتا ہے۔ کوئی ساڑھے تین سو سال کہتا ہے۔ ذہبی نے ان سب روایات کو بیان کرنے کے بعد تحقیقی رائے یہ دی ہے کہ انھیں اسی کے لگ بھگ سمجھنا چاہیے۔

لیے بھیجا تھا کہ یہ ان کے احکام کو پہنچائیں۔ لیکن یہ خود نبی بن بیٹھے۔

۱۳۔ غلو برتنے والے فرقوں میں تیرھواں گروہ 'الشریعی' کے ماننے والوں کا ہے۔

یہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ شخصوں میں حلول فرمایا۔ آنحضرتؐ میں۔ علی میں۔ حسن و حسین میں۔ اور فاطمہ میں۔ اور یہ سب ان کے نزدیک خدا ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں طعن و تشنیع سے کام نہیں لیتے۔ اور نہ وہ باتیں ہی کہتے ہیں جو الشریعی' کے پیروکار کہتے ہیں۔ جن کا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ ان پانچ شخص کی جن میں کہ اللہ تعالیٰ نے حلول فرمایا۔ پانچ اضداد بھی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں، ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ اور عمرو بن العاص۔ پھر ان اضداد کے بارے میں ان کی دو رائیں ہو گئیں۔ بعض نے تو کہا کہ اضداد کا ہونا اچھا ہے۔ کیونکہ ان پانچ شخصوں کی خوبیوں کو ان پانچ اضداد کے بغیر جاننا ممکن نہیں۔ اس پہلو سے ان کا وجود بہتر ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ اضداد لائق مذمت ہیں اور کسی حالت میں بھی ان کی تعریف نہیں ہونی چاہیے۔

الشریعی کے متعلق روایت ہے کہ یہ اپنے بارہ میں یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حلول کر رکھا ہے۔

یہ بھی روایت ہے کہ روافض کا ایک فرقہ "نمیریہ" ہے جو 'نمیری' کے ماننے والوں پر مشتمل ہے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ باری تعالیٰ نے نمیری میں حلول کر رکھا ہے۔

۱۴۔ غلو برتنے والوں میں چودھواں فرقہ "البیئۃ" کے نام سے موسوم ہے جو عبداللہ بن سباءؔ

لہ فرقہ سبیئہ کا سربراہ حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے سامنے اس نے کہہ دیا کہ آپ ہی نے زمین بنائی ہے اور آپ ہی کے دست قدرت میں رزق ہے۔ حضرت علیؓ نے اسے ان ملحدانہ خیالات کی بنا پر جلاوطن کر کے ساباط بھیج دیا۔ حافظ ابن حجر کا کہنا ہے کہ حضرت علیؓ نے اسے آگ میں جلا ڈالنے کی سزا دی تھی۔ اول اول یہ حضرت عثمانؓ کے دور میں نمودار ہوا، اور ان کے خلاف سازش کی آگ بھڑکائی۔ پھر حضرت علیؓ کے حامیوں میں شریک ہوا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کہا جاتا ہے در اصل یہ یہودی تھا۔ اسلام کا لبادہ اس نے اس لیے اوڑھ رکھا تھا تاکہ لوگ ان کو فتنہ پردازیوں کو بھانپ نہ لیں۔

کے پیروکاروں سے تعبیر ہے۔ ان کا عقیدہ ہے علی کا انتقال نہیں ہوا۔ اور یہ کہ وہ قیامت سے پہلے پھر دنیا میں آئیں گے۔ اور دنیا کو اسی طرح عدل سے بھر دیں گے جس طرح کہ اب ظلم وجور سے بھری ہوئی ہے۔

عبداللہ بن سبا کے بارہ میں مذکور ہے کہ اس نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا تھا

انت انت — تو تو ہی ہے

نبیۂ رجعت کے قائل ہیں۔ یعنی یہ کہ مردے پھر دنیا میں لوٹ کے آئیں گے۔ سید حمیری رجعت کو مانتا تھا۔ اسی کے متعلق اس کا یہ شعر ہے

الی یوم یؤوب الناس فیہ — الی دنیاھم قبل الحساب

اس دن تک جب کہ لوگ اس میں۔ یوم الحساب سے پہلے پھر اپنی اسی دنیا میں لوٹ کر آئیں گے

۱۵۔ غلو و افراط کے حامیوں کا پندرھواں فرقہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سب باتوں کو آنحضرتؐ کے سپرد کر دیا تھا۔ اور تخلیق کائنات کے اختیارات دے دیے تھے۔ چنانچہ آپؐ ہی نے یہ دنیا بنائی، اور اس کے نقشوں کو سنوارا۔ اللہ سبحانہ نے اس میں سے کسی چیز کی بھی تخلیق نہیں کی۔ اس گروہ میں کے اکثر لوگ حضرت علیؓ کے بارہ میں بھی یہی کہتے ہیں۔ ان کی رائے میں ائمہ شریعت کو منسوخ کر دینے کے مجاز ہیں۔ ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ان سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان کی طرف وحی بھی بھیجی جاتی ہے۔

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ابر کو دیکھ کر السلام علیک کہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس میں حضرت علی رضوان اللہ علیہ پنہاں ہیں۔ انھیں کے بارہ میں ایک شاعر نے کہا ہے

برئت من الخوارج لست منھم — من الغزال منھم وابن باب

ومن قوم اذا ذکروا علیا — یردون السلام علی السحاب

میرا خوارج سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ ان میں غزال اور ابن باب ہی سے کوئی رشتہ ہے

میں ان لوگوں سے بھی برأت کا اظہار کرتا ہوں کہ جب علی کا ذکر آئے تو یہ ابر کو سلام کہتے ہیں

شیعہ کی تین قسموں میں دوسری قسم جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں، روافض ہیں جو تین فرقوں پر مشتمل ہیں۔

انھیں روافض اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت کو ٹھکرا دیا (رفض کے معنی ٹھکرا دینے اور چھوڑ کر دینے کے ہیں)۔ ان سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آنحضرت نے علیؓ بن ابو طالب کو خلیفہ قرار دیا تھا۔ اور اس حقیقت کا اعلان و اظہار بھی کر دیا تھا۔ اس پر ان تمام حلقوں کا اجماع ہے کہ آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد اکثر صحابہ نے آپؐ کی پیروی نہ کر کے گمراہی اختیار کی۔ اور یہ کہ امامت نص اور توقیف (اطلاع جو شارع کی طرف سے ہو) کی رہین منت ہے۔ اور یہ کہ یہ قرابت سے تعبیر ہے۔ نیز یہ کہ امام کے لیے تقیہ کے عالم میں اپنی امامت کا انکار کر دینا جائز ہے۔ احکام میں اجتہاد کی جملہ صورتوں کو انھوں نے باطل ٹھہرایا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ امام وہی ہونا چاہیے جو سب لوگوں سے افضل ہو۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ علی اپنی تمام باتوں میں بر سر حق تھے۔ اور امور دین میں ان سے کبھی بھی کوئی بھول چوک نہیں ہوئی۔ کاملیہ یعنی ابو کامل کے پیرو کاروں نے البتہ اس موقف کی تائید نہیں کی۔ ان کی رائے میں عوام تو اس بنا پر کفر کے مرتکب ہوئے ہیں کہ انھوں نے علی کی اقتدا نہیں کی۔ اور علی اس وجہ سے کافر ہوئے کہ انھوں نے خلافت کا مطالبہ نہیں کیا۔ ائمہ جور کے خلاف خروج (بغاوت) کو یہ لوگ ناجائز جانتے تھے۔ ان کا اس معاملہ میں یہ عقیدہ تھا کہ خروج کا حق صرف اس امام کو ہے کہ جس کی امامت نص پر مبنی ہو۔ کاملیہ کے سوا روافض کے چودہ فرقے ہیں۔ ان سب کو امامیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ علی بن ابی طالب کی امامت منصوص (نص پر مبنی) ہے۔

۱۔ ان میں کا پہلا فرقہ قطعیہ ہے۔ انھیں قطعیہ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ یہ "موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علیؓ کی موت کو قطعی و یقینی خیال کرتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد علی بن ابی طالب کو خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اور اسی سلسلہ میں ان کے نام اور شخصیت کی تصریح فرمائی تھی۔ اور علی نے اپنے بیٹے حسن بن علی کے بارہ

میں نص کی تھی۔ اور حسن نے اپنے بھائی حسین بن علی کے متعلق خلافت کی وضاحت کر دی تھی۔ اسی طرح حسین بن علی نے اپنے بیٹے علی بن حسین سے متعلق، اور علی بن حسین نے اپنے بیٹے محمد بن علی کے بارہ میں۔ اور محمد بن علی سے اپنے بیٹے جعفر بن محمد کے بارہ میں، اور جعفر بن محمد نے موسیٰ بن جعفر کے بارہ میں نص کی ہے۔ اور موسیٰ بن جعفر نے اپنے صاحبزادے علی بن موسیٰ اور علی بن موسیٰ نے اپنے صاحبزادے محمد بن علی بن موسیٰ سے متعلق امامت کی تصریح کی۔ اور انھوں نے اپنے صاحبزادے حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ سے متعلق نص سے کام لیا۔ اور یہ وہی ہیں جو سامرٗ میں رہتے تھے۔ اور حسن بن علی سے اپنے صاحبزادے محمد بن الحسن بن علی کے بارہ میں تصریح کی۔ اور یہی وہی امام ہے جو نظروں سے اوجھل ہے۔ اور جس کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ جس کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ظلم وجور سے بھر جانے کے بعد دامن زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

۲۔ ان میں کا دوسرا فرقہ 'کیسانیہ' ہے۔ اور یہ گیارہ فرقوں پر مشتمل ہیں۔ 'کیسانیہ' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ 'المختار' جس نے خروج (بغاوت) کیا، امام حسین کے خون کو بنائے مطالبہ ٹھہرایا، اور محمد بن الحنفیہ" کی بیعت پر لوگوں کو آمادہ کیا اس کو 'کیسان' بھی کہا جاتا تھا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔

۲۔ کیسانیہ کے پہلے فرقے کا جسے روافض کا دوسرا فرقہ کہنا چاہیے، عقیدہ یہ تھا کہ علی بن ابی طالب نے اپنے بیٹے 'محمد بن الحنفیہ' کی امامت کی تصریح فرمائی تھی۔ یہی وجہ ہے انھوں نے بصرہ کی لڑائی میں پرچم انھیں کو عطا کیا تھا۔

۳۔ روافض کا تیسرا فرقہ جو کیسانیہ کا دوسرا فرقہ ہے یہ رائے رکھتا تھا کہ علی بن ابی طالب نے اپنے بیٹے حسن بن علی کے حق میں نص کی تھی۔ اور حسن نے اپنے بھائی حسین بن علی کے بارہ میں نص کی تھی۔ اور حسین بن علی نے اپنے بھائی محمد بن علی سے متعلق امامت کی تصریح کی تھی، جنھیں "محمد بن الحنفیہ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

۴۔ روافض کا چوتھا فرقہ 'الکربیہ' ہے۔ جو 'کیسانیہ' کا تیسرا فرقہ ہے۔ یہ "ابو کرب الضریر"

کے ماننے والوں سے تعبیر ہے۔

ان کا یہ خیال تھا کہ محمد بن الحنفیہ جبالِ رضوی[۱] میں زندہ ہیں۔ شیر ان کی دائیں طرف اور چیتا ان کی بائیں طرف کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ کھانے پینے کی چیزیں صبح و شام اس وقت تک انھیں ملتی رہیں گی جب تک کہ یہ غار سے نکل کر ظاہر نہیں ہو جاتے۔ ان کی رائے میں ان کا اس حال پر صابر و شاکر رہنا کہ مخلوق سے الگ تھلگ، اور ان کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی تدبیر سے متعلق ہے جس کو سوا اس کے اور کوئی نہیں جانتا۔ کثیر[۲] شاعر اسی کا قائل تھا اور اس کے ان اشعار میں اسی حقیقت کا اظہار ہے

الا ان الائمۃ من قریش　　　ولاۃ الحق اربعۃ سواء

ائمہ بلاشبہ قریش میں سے ہیں، یہ چاروں حق کے پاسباں ہیں اور ہم رتبہ ہیں۔

علی، والثلاثۃ من بنیہ　　　هم الاسباط لیس بهم خفاء

ایک ان میں علی ہیں، باقی تین ان کے بیٹے ہیں۔ یہ ایسے بیٹے ہیں کہ جن کا حسب و نسب ڈھکا چھپا نہیں۔

فسبط سبط ایمان دبر　　　وسبط غیبتہ کربلاء

چنانچہ ان کا ایک بیٹا تو ایمان اور نیکی سے بہرہ ور ہے۔ اور ایک ایسا ہے کہ جس کو کربلا نے اپنے دامن میں چھپا لیا ہے۔

فسبط لا یذوق الموت حتی　　　یقود الخیل یقدمها اللواء

---

[۱] مدینہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ محمد بن حنفیہ اس میں چھپے بیٹھے ہیں۔

[۲] یہ کثیر بن عبدالرحمن بن ابی جمعہ ہے۔ مشہور اموی شاعر ہے۔ اسے کثیر عزہ بھی کہا جاتا ہے عزہ جسے حاجبیہ کے نام سے بھی اس نے پکارا ہے۔ اس کی معشوقہ ہے جس کی رعایت سے اس نے تشبیب کے بہت سے اشعار کہے ہیں۔ یہ تناسخ ارواح کا قائل تھا۔

اور ایک وہ ہے جو اس وقت تک موت کا ذائقہ چکھنے والا نہیں جب تک کہ ایسے شاہسواروں کو میدان قتال میں نہ لے آئے کہ جن کے آگے آگے پرچم اور علم ہو۔

تغیب لایری فیھم زمانا — برضوی عندہ عسل وماء

یہ جبال رضوی میں ایک عرصہ تک کے لیے روپوش ہو گیا ہے جہاں شہد اور پانی دونوں موجود ہیں۔

۵۔ روافض کا پانچواں فرقہ جسے "کیسانیہ" کا چوتھا فرقہ کہنا چاہیے، یہ رائے رکھتا تھا کہ "محمد بن الحنفیہ" کو جبال رضوی میں بر بنائے عقوبت محصور کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک تو ان کا میلان عبدالملک بن مروان کی طرف تھا۔ دوسرے انھوں نے اس کی بیعت بھی کر لی تھی۔

۶۔ روافض کا چھٹا فرقہ جو کیسانیہ کا پانچواں فرقہ ہے یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ محمد بن الحنفیہ مر چکے ہیں۔ اور ان کے بعد امام ان کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ ہیں۔

. . . .

۸۔ روافض کے آٹھویں فرقہ کا جو کیسانیہ کا ساتواں فرقہ ہے، یہ خیال تھا کہ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ کے بعد امام ان کا بھتیجا الحسن بن محمد بن الحنفیہ ہے۔ جن کے حق میں ابو ہاشم نے وصیت کر رکھی تھی۔ اس کے بعد الحسن نے اپنے بیٹے علی بن الحسن کے حق میں وصیت کی جنھوں نے اپنے بعد کسی کو امام مقرر نہیں کیا۔ لہذا یہ محمد بن الحنفیہ کی رجعت کا انتظار کرنے لگے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ ضرور لوٹیں گے اور زمام اختیار اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ موجودہ حالات میں یہ اپنے کو عالم 'تیہ' (حیرت)[۵] میں تصور کرتے ہیں۔ کہ بغیر امام کے جی رہے ہیں۔ حتی کہ

---

[۵] اس تلمیح کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے جس میں بنی اسرائیل کے بارہ میں یہ مذکور ہے کہ یہ اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے چالیس سال تک جنگل میں حیران و ششدر پھرتے رہے۔ آیت یہ ہے

یتیھون فی الارض ۵:۲۶ — حیران و ششدر پھرتے رہیں گے۔

محمد بن الحنفیہ ظہور فرما ہوں۔

۹۔ روافض کا نواں فرقہ (جسے کیسانیہ کا آٹھواں فرقہ کہنا چاہیے) یہ سمجھتا تھا کہ ابوہاشم کے بعد منصب خلافت کے حق دار محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ اور یہ بات وہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ ابوہاشم کا جب شام سے لوٹتے ہوئے مقام 'شراۃ' پر انتقال ہوا تو انھوں نے ان کے حق میں وصیت کی تھی۔ ان کے بعد محمد بن علی نے اپنے بیٹے 'ابراہیم بن محمد' کو وصی ٹھہرایا۔ اور ابراہیم بن محمد نے ابی العباس کو وصی قرار دیا۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ خلافت بر بنائے وصیت، ابوجعفر منصور تک پہنچتا ہے۔

پھر ان میں کے بعض نے اس قول سے رجوع کیا اور یوں کہا کہ آنحضرتؐ نے عباس بن عبدالمطلب کے حق میں نص کی تھی۔ اور انھیں امام چنا تھا۔ انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو امام مقرر کیا اور عبداللہ نے اپنے بیٹے علی بن عبداللہ کے حق میں امامت کی وصیت کی۔ پھر اسی انداز سے انھوں نے سلسلہ امامت کو چلایا یہاں تک کہ نوبت ابوجعفر منصور تک پہنچی۔ اس خیال کے لوگوں کو 'راوندیہ' کہتے ہیں۔ ابومسلم[1] کے بارے میں یہ گروہ دو فرقوں میں بٹ گیا۔ ایک تو اس بات کا قائل ہوا کہ ابومسلم مارا گیا۔ انھیں 'رزامیہ' کہتے ہیں۔ جو ایک شخص 'رزام' کی طرف منسوب ہے۔ دوسرے نے یہ کہا کہ ابومسلم مرا نہیں بلکہ بقید حیات موجود ہے۔ اسے 'ابومسلمیہ' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنے اسلاف کے خلاف کئی حرام چیزوں کو حلال ٹھہرایا۔

۱۰۔ روافض کا دسواں فرقہ 'حربیہ' ہے۔ جو عبداللہ بن عمرو بن حرب کے پیروکاروں سے

---

[1] یہ ابومسلم کون ہے اس کی شخصیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کی رائے میں یہ عبدالرحمن بن مسلم ہے۔ بعض کے خیال میں یہ وہی عثمان خراسانی ہے جو دعوت عباسیہ کا علمبردار تھا۔ اور کچھ لوگوں نے اسے ابراہیم بن یسار بن سدوسی کے نام سے پکارا۔ جس نے ابراہیم الامام کے کہنے پر اپنا نام بدل لیا۔ اور بجائے ابراہیم کے عبدالرحمن کہلایا۔

تعبیر ہے۔ یہ کیسانیہ کا نواں فرقہ ہے۔

اس گروہ کی یہ رائے تھی کہ ابوہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ نے عبداللہ عمرو بن حرب کو امام ٹھہرایا تھا۔ اور اس میں ابوہاشم کی روح ہی نے گویا دوسرا قالب اختیار کر لیا تھا۔ پھر ان لوگوں پر عبداللہ بن عمرو بن حرب کا جھوٹ کھل گیا۔ اور یہ امام کی تلاش میں مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں ان کی ملاقات عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوئی۔ انھوں نے ان کو اپنی امامت کی دعوت دی۔ جس کو انھوں نے بہ دل مان لیا۔ اور ان کے وصی ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ عبداللہ بن معاویہ کے بارے میں ان میں تین گروہ پیدا ہو گئے۔

ایک گروہ نے تو کہا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

دوسرے نے کہا کہ وہ جبالِ اصفہان میں پناہ گزین ہیں اور زندہ ہیں۔ مرے نہیں۔ اور اس وقت تک ان کی موت واقع ہونے والی نہیں جب تک کہ یہ جہاد کے گھوڑوں (یعنی سپاہ اور فوج) کو ہنکاتے ہوئے بنی ہاشم کی خدمت میں پیش نہ کر دیں۔

تیسرے گروہ نے بھی ان کی زندگی کا اعلان کیا اور کہا کہ وہ جبالِ اصفہان میں مقیم ہیں اور اس وقت تک نہیں مریں گے جب تک کہ عامۃ الناس کی زمامِ قیادت نہ سنبھال لیں۔ ان کی رائے میں یہ وہی مہدی ہیں جن کی آمد کی بشارت آنحضرتؐ نے دے رکھی ہے۔

۱۱۔ روافض کا گیارھواں فرقہ بیانیہ ہے۔ یہ بیان بن سمعان التمیمی کے اصحاب پر مشتمل ہے۔ کیسانیہ کی اسے دسویں قسم قرار دینا چاہیے۔

ان کا یہ خیال تھا کہ ابوہاشم نے بیان بن سمعان التمیمی کے حق میں وصیت کی تھی۔ لیکن یہ اپنی اولاد کے بارہ میں وصیت نہ کر پائے۔

۱۲۔ روافض کا بارھواں گروہ کیسانیہ کا گیارھواں فرقہ شمار ہوتا ہے۔

ان کی یہ رائے تھی کہ ابوہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ کے بعد امام علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔

۱۳۔ روافض کا تیرھواں گروہ وہ ہے جو سلسلہ نص کا آغاز آنحضرت سے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آنحضرت نے تو علی کی امامت کی تصریح کی اور پھر یہ سلسلہ اسی انداز سے چلا۔ حتیٰ کہ علی بن الحسین تک وسعت پذیر ہوا۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ علی بن الحسین کے بعد امام ان کے بیٹے ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین ہیں۔ اور پھر ابوجعفر کو وصیت کی رو سے المغیرہ بن سعید امامت کے حق دار ہیں۔ یہ لوگ مہدی کے ظہور تک انھیں کے حلقہ ارادت میں منسلک رہنے کے قائل ہیں۔ اور مہدی ان کی رائے میں محمد بن عبداللہ بن الحسن (بن الحسن) ابن علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم ہیں۔ ان کی یہ بھی رائے ہے کہ یہ جبال حاجر میں مقیم ہیں۔ اور خروج کے وقت تک یہیں اقامت گزیں رہیں گے۔

ہم جب یہ کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک سلسلہ امامت کا آغاز آنحضرتؐ سے ہوتا ہے اور علی بن الحسین تک پہنچتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی کو امام مقرر کیا۔ علی نے الحسن کی امامت کی تصریح کی۔ الحسن نے الحسین کے حق میں وصیت کی۔ اور الحسین نے علی بن الحسین کے بارہ میں امامت کی تصریح کی۔

۱۴۔ روافض کا چودھواں فرقہ امامت کو علی سے شروع کرتا ہے۔ اور علی بن الحسین تک وسعت دیتا ہے۔ پھر یہ کہتا ہے کہ علی ابن الحسین کے بعد ابوجعفر محمد بن علی امام ہیں۔ اور ابوجعفر کے بعد امامت کا حق محمد بن عبداللہ ابن الحسن کو پہنچتا ہے۔ جنھیں مدینہ میں ظاہر ہونا ہے۔ اور یہی ان کے نزدیک مہدی بھی ہیں۔ یہ المغیرہ بن سعید کی امامت کے منکر ہیں۔

۱۵۔ روافض کا پندرھواں گروہ سلسلہ امامت کا آغاز علی سے کرتا ہے۔ اور اسے علی بن الحسین تک بڑھاتا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ علی بن الحسین نے ابوجعفر محمد بن علی کے حق میں امامت کی تصریح کی۔ اور ابوجعفر محمد بن علی نے ابومنصور کے بارہ میں وصیت کی۔ پھر یہ دو فرقوں میں بٹ گئے۔

ایک فرقہ تو الحسینیہ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ابومنصور نے اپنے بیٹے الحسین بن ابی

منصور کے حق میں وصیت کی۔ لہٰذا ان کے بعد یہی امام ہیں۔

دوسرا گروہ 'المحمدیہ' کہلاتا ہے۔ یہ محمد بن عبداللہ ابن الحسین کی امامت کا قائل ہے ان کا قول ہے کہ ابوجعفر نے اسی طرح ابی منصور کے حق میں امامت کی وصیت کی کہ جس طرح حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کے حق میں وصیت کی تھی۔ اور اپنے اور حضرت ہارون کے بیٹے کو نظر انداز کر دیا تھا۔ ہاں ابی منصور کے بعد یہ منصب پھر اسی طرح اولاد علی کی طرف لوٹ آئے گا جس طرح یوشع بن نون کے بعد اولاد ہارون کی طرف لوٹ آیا تھا۔ اس کی توجیہہ یہ لوگ یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے اپنی اور حضرت ہارون کی اولاد کو نظر انداز کر کے زمام کار یوشع بن نون کو اس بنا پر سونپی کہ دونوں قبیلوں میں باہم اختلاف رونما نہ ہو۔ اور ایک تیسرا آدمی یوشع بن نون درحقیقت جسے حاکم ہونا چاہیے اس کا پتہ دے۔ اسی مصلحت کے پیش نظر ابوجعفر نے ابی منصور کے حق میں وصیت کی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ابومنصور نے صاف صاف، کہہ دیا تھا کہ میں نے منصب امامت کا امین ہوں۔ اور یہ حق نہیں رکھتا کہ اس کو کسی غیر کے سپرد کر دوں۔ اصل قائم اور سربراہ محمد بن عبداللہ ہیں۔

۱۶۔ روافض کا سولھواں فرقہ سلسلہ امامت کو ابوجعفر محمد بن علی تک وسعت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ابوجعفر نے، جعفر بن محمد کے حق میں وصیت کی تھی، اور یہ کہ جعفر بن محمد زندہ ہیں مرے نہیں۔ اور اس وقت تک انھیں مرنا نہیں ہے جب تک کہ انھیں غلبہ حاصل نہ ہو جائے۔ اور وہی مہدی قائم ہیں۔ اس گروہ کو 'الناوسیہ' کہتے ہیں۔ ان کا انتساب ان کے سربراہ 'عجلان بن ناوس' بصری کی طرف ہے۔

۱۷۔ روافض کا سترھواں فرقہ یہ سمجھتا ہے کہ جعفر بن محمد پر موت وارد ہو چکی، اور ان کے بعد ان کے بیٹے 'اسمٰعیل' امامت کے سزاوار ہیں۔ یہ گروہ اس بات کو نہیں مانتا ہے کہ یہ اپنے والد کی زندگی ہی میں فوت ہو چکے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب تک اقتدار حاصل نہ کرلیں یہ مرنے والے نہیں کیونکہ ان کے والد نے بتا دیا تھا۔ کہ ان کے وصی اسمٰعیل

ہیں۔ اور یہ کہ ان کے بعد یہی امام ہیں۔

۱۸۔ روافض کی اٹھارویں قسم قرامطہ[1] ہیں۔

ان کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے علی بن ابی طالب کے حق میں صراحت فرمائی تھی۔ علی نے ، الحسن کو بذریعہ نص امام ٹھہرایا۔ اور الحسن ' نے اپنے بھائی ' الحسین ' اس کا حق دار قرار دیا۔ پھر الحسین نے اپنے بیٹے ' علی بن الحسین ' کے بارہ میں صراحت کی۔ اور ' علی بن الحسین ' نے اپنے بیٹے محمد بن علی ' کو امام مقرر کیا۔ اسی طرح محمد بن علی نے اپنے بیٹے جعفر کی امامت کی وضاحت کی۔ اور جعفر نے اپنے بیٹے محمد بن اسمٰعیل کو وصی ٹھہرایا۔ ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ محمد بن اسمٰعیل زندہ ہیں اور اس وقت تک موت کی آغوش میں نہیں جائیں گے جب تک پورے کرۂ ارض پر ان کا قبضہ نہیں ہو جاتا۔ اور یہ کہ وہی مہدی بھی ہیں کہ جن کے حق میں پہلے بشارت دی جا چکی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ ان روایات پر اعتماد کرتے ہیں جو ان کے بزرگوں سے مروی ہیں سان میں یہ مذکور ہے کہ ساتواں امام ان کا قائم اور سربراہ ہو گا۔

۱۹۔ روافض کا انیسواں گروہ سلسلۂ امامت کا آغاز حضرت علی سے کرتا ہے اور

---

[1] اس گروہ کا انتساب کوفہ کے ایک صاحب قرمط کی طرف ہے۔ یہ معتضد باللہ کے زمانہ میں پھلے پھولے۔ اس شخص نے مسلمانوں پر کیا کیا ظلم ڈھائے۔ اسلامی شریعت میں کیا کیا تحریف کی۔ اور کس طرح مخالف اسلام طاقتوں کا ساتھ دیا۔ یہ تمام افسوسناک تفصیلات اسلامی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ان کے عقائد کا تانا بانا ، اہل السنت اور متوازن شیعہ دونوں سے مختلف ہے۔ اور اتنا مختلف ہے کہ بیچ کی کوئی راہ پائی نہیں جاتی۔ ان کے نزدیک عقائد ، احکام ، زندگی کے معمولات ، اور تمام نصوص تاویل طلب ہیں۔

جعفر بن محمد تک پہنچاتا۔ اور اسی ترتیب سے اس کی کڑیوں کو وسعت دیتا اور پھیلاتا ہے جس کا ذکر قرامطہ کے ضمن میں ہونا مناسب ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ جعفر بن محمد نے دوسرے بچوں کو چھوڑ کر صرف اسمٰعیل ہی کو وصی ٹھہرایا تھا۔ لیکن جب ان کا انتقال ان کی زندگی ہی میں ہو گیا تو امامت ان کے بیٹے محمد بن اسمٰعیل کی طرف منتقل ہو گئی۔ اس گروہ کو 'المبارکیہ' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ المبارک ان کا ایک سربراہ تھا اور یہ انتساب اسی مناسبت سے ہے۔

یہ محمد بن اسمٰعیل کی موت کے قائل ہیں۔ ان کی رائے میں ان کے بعد امامت کا حق ان کی اولاد کو ہے۔

۲۰۔ روافض کا بیسواں گروہ سلسلۂ خلافت کو علی سے شروع کرتا ہے۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کو جعفر بن محمد تک پہنچاتا ہے۔ یہ گروہ یہ سمجھتا ہے کہ جعفر کے بعد امامت محمد بن جعفر کا حق ہے۔ پھر ان کے بعد یہ ان کی اولاد میں منتقل ہو جائے گی۔ ان کو 'السمیطیہ' کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اپنے ایک سربراہ یحیی بن ابی سمیط کی طرف منسوب ہیں۔

۲۱۔ روافض کا اکیسواں گروہ سلسلہ خلافت کو علی سے شروع کر کے جعفر بن محمد تک پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ ابھی ابھی گزر چکا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جعفر کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ بن جعفر امام ہیں۔ یہ ان کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔ اور آئندہ امامت انہی کی اولاد میں رہے گی۔ اس عقیدہ کے لوگوں کو 'العماریہ' کہا جاتا ہے۔ عمار ان کا ایک سربراہ تھا۔ ان کا ایک نام 'الفطحیہ' بھی ہے۔ اور یہ اس مناسبت سے ہے کہ عبداللہ بن جعفر کے پاؤں خاصے چوڑے چکلے تھے ('افطح' کے معنی چوڑا چکلا ہونے کے ہیں)۔

اس عقیدہ کو ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔

۲۲۔ روافض کا بائیسواں گروہ سلسلہ امامت کو جعفر بن محمد تک پہنچاتا ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جعفر بن محمد نے اپنے بیٹے موسیٰ بن محمد کے حق میں صراحت کی تھی۔ اور یہ کہ

موسیٰ بن محمد زندہ ہیں۔ اور اس وقت تک موت سے دوچار ہونے والے نہیں جب تک کہ پورے کرۂ ارضی کو، اسی طرح مشرق سے لے کر مغرب تک، عدل و انصاف سے نہ بھر دیں جیسے اس وقت یہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہے۔

اس گروہ کو 'الواقفہ' کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ سلسلہ خلافت کو موسیٰ بن جعفر پر ختم کر دیتے ہیں اور آگے نہیں بڑھاتے۔

اس گروہ کے بعض مخالفین انھیں 'الممطورہ' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے معنی بارش میں بھیگے ہوئے کے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ان کے ایک آدمی نے یونس بن عبدالرحمٰن سے مناظرہ کیا۔ اس کا تعلق 'القطعیۃ' سے تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو موسیٰ بن جعفر کی موت کو قطعی خیال کرتے ہیں۔ اس نے اس سے برسبیل طنز یہ کہا کہ تم سے بحث و تمحیص میرے نزدیک بارش سے بھیگے ہوئے کتوں سے بھی زیادہ سہل ہے۔ اس وقت سے یہ طنز ان سے گویا چپک کر رہ گئی۔

موسیٰ بن جعفر کی امامت کے قائلین کو 'الموسائیہ' بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ موسیٰ بن جعفر کی امامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کا ایک نام 'المفضلیہ' ہے۔ اور یہ ان کے ایک سربراہ المفضل بن عمر کی مناسبت سے ہے۔ جس کو ان میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

'الموسائیہ' کے ایک گروہ نے موسیٰ بن جعفر کے معاملہ میں توقف سے کام لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے یا نہیں۔ البتہ ہم ان کی امامت پر اس وقت تک قائم ہیں، جب تک کہ کسی دوسرے کی امامت کھل کر ہمارے سامنے نہیں آجاتی۔ اور جونہی کسی دوسرے کی امامت واضح ہو جائے گی۔ ہم اس کو مان لیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے۔ القطعیہ کے عقائد کے بارہ میں، جنھوں نے موسیٰ بن جعفر کی موت کو قطعی خیال کیا۔ ہم اوائل بحث میں جہاں روافض کے عقائد کا تذکرہ ہے بہ تفصیل بیان کر

آئے ہیں۔

۲۳۔ روافض کا تیئیسواں گروہ امامت کو علی سے شروع کرتا ہے۔ اور اسی انداز سے جیسا کہ ہم نے قدمار کے قول کی روشنی میں کہا ہے، اس کو موسیٰ بن جعفر ہی تک وسعت دیتا ہے ہاں ان کا یہ کہنا ہے کہ موسیٰ بن جعفر نے اپنے بیٹے احمد بن موسیٰ بن جعفر کے حق میں صراحت کی تھی۔

۲۴۔ روافض کا چوبیسواں فرقہ یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرتؐ نے علی کے حق میں نص فرمائی۔ اور علی نے الحسن بن علی کو وصی ٹھہرایا۔ اور پھر یہ سلسلہ امامت 'محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر تک پہنچتا ہے۔ جیسا کہ ہم روافض کے پہلے فرقہ سے متعلق بیان کر چکے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ 'محمد بن الحسن' کے بعد امام قائم کو آنا ہے اور وہی ظاہر ہو کر دنیا کو عدل سے بھریں گے اور ظلم کا قلع قمع کریں گے۔ بعضوں کا کہنا ہے کہ محمد بن الحسن ہی وہ امام قائم ہیں جنھیں ظہور فرما کر اس دنیا کو اسی طرح عدل سے بھرنا ہے جس طرح کہ یہ بہ حالاتِ موجودہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہے۔

محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر کی وجہ سے روافض میں ایک اختلاف اور پیدا ہوا۔ یہ جب ان کے باپ فوت ہوئے ہیں، آٹھ برس کے تھے۔ بعض کا کہنا ہے کہ چار برس کے تھے۔ سوال یہ ہے کہ اس حال میں یہ واجب الاطاعت امام ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اس میں دو رائیں ہو گئیں۔

بعض نے تو یہ کہا کہ یہ اس حال میں بھی امام ہیں۔ اور واجب الاطاعت ہیں اور دوسرے ائمہ کی طرح تمام احکام اور امور دنیا سے آگاہ ہیں۔ لہٰذا ان کی اطاعت و فرمانبرداری اسی طرح ضروری قرار پائی جس طرح ان سے پہلے باقی ائمہ کی ضروری تھی۔ دوسروں نے کہا کہ عمر کی اس منزل میں یہ ان معنوں میں امام ہیں کہ امامت کے

یہی مستحق ہیں کوئی دوسرا نہیں۔ اور یہ کہ اس مقام پر اس وقت انہی کو فائز ہونا چاہیئے رہی یہ بات کہ ان میں اس وقت بھی وہ خوبیاں پائی جاتی ہیں، جو ان سے پہلے ائمہ میں پائی جاتی تھیں، تو یہ بات نہیں۔ ان کی رائے میں اس عمر میں ان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ امامت کے فرائض خود سنبھالیں۔ بلکہ جو شخص نماز پڑھائے اور اس وقت احکام نافذ کرے وہ کوئی دوسرا شخص ہونا چاہیے جس میں فقہ، دین، تقویٰ و صلاح کی خوبیاں ہوں۔ اور ان فرائض کو یہ اس وقت تک ادا کرے جب تک کہ اس کم عمر امام میں ان کاموں کی صلاحیت نہیں پیدا ہو جاتی۔

غلو رکھنے والے روافض اور امامیہ کے بارہ میں بحث ختم ہوئی۔